عابد سلفی

اسلام میں عید کا تصوّر!

در اصل عید کا تصوّر تمام اقوام عالم میں شروع سے ہی موجود ہے، اور اس کے منانے کے مختلف طریقے ان اقوام نے اپنے اپنے مسلک و عقیدہ یا زمانہ کے رسم و رواج کے مطابق بنا لیے تھے۔

اسلام نے جس طرح دیگر منکرات و فواحش کو انسانی زندگی سے ختم کیا ہے، اسی طرح ان عیدوں سے بھی تمام مضر اور نقصان دہ اثرات کو یکسر مٹا دیا ہے اور جاہلیت کی تمام نقالیوں اور برائیوں کو ختم کر کے انھیں ایسی مہذّب اور باوقار خوشی میں تبدیل کر دیا ہے جس میں امن و اتفاق و سنجیدگی، پاکیزگی کے ساتھ ساتھ پائیدار خوشی اور بامقصد آزادی کو بھی مدِ نظر رکھا ہے۔

اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کے لیے ان کے فریضۂ صیام کی انجام دہی کے بعد ایک دن ایسا مقرر کیا ہے جس میں وہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لیے توفیق ایزدی پر اظہار تشکّر کے طور پر خوشی منائیں۔

دُوسری عید فریضہ حج کے بعد مقرر کی گئی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :-

زمانہ جاہلیّت کے لوگوں نے سال میں دو دن عید کے لیے مقرر کر رکھے تھے جن میں وہ کھیلتے تھے پھر جب آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلّم مدینہ تشریف لائے آپؐ نے فرمایا کہ لوگو اللہ تعالےٰ نے ان دو دنوں کی بجائے جن میں تم کھیلتے ہو ان سے

ان سے دو دن بہتر تمہیں عطاء کر دیئے ہیں وہ ہیں عیدُالفطر اور عیدالاضحی (نسائی)

(۱) اس خوشی میں شرکت کو کسی خاص طبقہ میں منحصر نہیں فرمایا، اشراف و رؤساء اور غرباء و فقراء کا کوئی امتیاز نہیں روا رکھا گیا بلکہ اس میں تمام مسلمان مرد اور عورتیں، چھوٹے اور بڑے برابر کے شریک کئے گئے۔

حضرت ام عطیہ فرماتی ہیں :۔

"ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم میں سے حیض والی اور پردہ دار عورتیں بھی عید کے دن عید گاہ میں حاضر ہوں اور مسلمانوں کی جماعت اور دُعا میں شامل ہوں لیکن حیض والی عورتیں نماز کی جگہ سے علیحدہ رہیں"۔ [۱]

(۲) آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں عیدوں کے انعقاد میں عظیم مقاصد اور لوگوں کی فلاح و بہبود کو ملحوظ رکھا۔

سب سے پہلے اس بات کو مدنظر رکھا کہ لوگ اپنے آقا، خالق کائنات سے قریبی ربط و تعلق رکھیں جس کے ذریعہ انہیں اعلیٰ کردار اور بلند اخلاق کے لئے تیار کیا جائے۔ اسی لئے موجب آیت :۔

ولتکبروا اللہ علیٰ ما ھداکم [۲]

تاکہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں جو ہدایت فرمائی۔ اسلئے تم اس کی کبریائی بیان کرو رمضان المبارک کے خاتمہ پر عید کی رات سے ہی محلوں، راستوں، اور مسجدوں، میں یا عید گاہ کو جاتے ہوئے بلند آواز سے تکبیریں کہنا اور اللہ تعالیٰ کی عظمت و کبریائی کا اعتراف و اعلان کرنا بھی عید کے لوازمات میں سے ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ موقوفاً اور مرفوعاً دونوں طرح سے عید گاہ جاتے ہوئے بلند آواز کے ساتھ تکبیریں کہنا ثابت ہے [۳] حضورؐ کا فرمان ہے کہ اپنی عید کو تکبیر کے ساتھ خوبصورت بناؤ [۴]

---

[۱] بخاری مسلم [۲] القرآن الحکیم [۳] بیہقی [۴] طبرانی

(۳) غسل کرنا، نئے یا دُھلے ہُوئے کپڑے پہننا اور خوشبُو استعمال کرنا، یہ سب عید کی خوشی میں شامل کردیا۔ (مشکوٰۃ)

(۴) آں حضرت صلّی اللہ علیہ وسلّم عید گاہ میں جاکر سب سے پہلا کام یہ کرتے تھے کہ بلا اذان اقامت و نماز شروع کرتے، پہلی رکعت میں سات اور دُوسری میں پانچ تکبیریں قرأۃ شروع کرنے سے پہلے کہتے پھر پہلی رکعت میں فاتحہ کے بعد سُورہ اعلیٰ یا قاف اور دُوسری میں سُورۃ غاشیہ یا اقتربت الساعۃ پڑھتے اور اس سے فراغت کے بعد لوگوں کو وعظ و نصیحت فرماتے، اور ضروری احکام جاری فرماتے، اگر کہیں کوئی لشکر بھیجنا مقصود ہوتا تو اس کی روانگی کا حُکم صادر فرماتے اور اگر کوئی خاص حکم نافذ کرنا ہوتا تو کرتے، پھر واپس تشریف لے آتے [۱]

(۵) عید گاہ میں جاتے اور واپس آتے ہُوئے راستہ تبدیل کرنا اور لشکر ہوکر عیدگاہ میں جانے کا اہتمام نہ کرنا بلکہ اجتماع کو صرف عبادت تک ہی محدود کرنا اس بات پر دلیل ہے کہ اسلام نے اس خوشی کے موقعہ جاہلیت کے تمام بے محل جلوسوں کا کس طرح خاتمہ کرکے امن و سلامتی کا پیغام دیا [۲]

(۶) عید الفطر چونکہ سارے مہینہ میں خلافِ معمول بھوک اور پیاس کے برداشت کرنے کے بعد آتی ہے اس لئے اس میں سُنّت قرار دیا کہ پہلے کچھ کھا کر عید گاہ جانا چاہیئے، اور عید الاضحیٰ میں نماز کے بعد کچھ کھایا جائے [۳]

(۷) غرباء و مساکین کو بھی اپنی خوشی میں شریک کرنے کے لیئے، روزہ کے دوران کوتاہیوں کے کفّارہ کے طور پر صدقۂ فطر ایک صاع (تقریباً پونے تین سیر وزن کا) اناج دینا ہر مُسلمان مرد اور عورت، چھوٹے اور بڑے، مالک اور نوکر، آزاد اور غلام، مسافر اور مقیم، غنیٰ اور فقیر تمام کے ذمہ فرض ہے [۴]

(۸) عید کے دن انفرادی مجالس کے انعقاد اور چھوٹی چھوٹی بچیوں کے پرانی جنگوں کے

---

[۱] بخاری و مسلم [۲] مشکوٰۃ [۳] ایضاً [۴] ایضاً

واقعات اشعار میں خوش الحانی سے پڑھنے پہ کوئی پابندی نہیں لگائی لیکن مبالغہ آمیزی اور فحش کلامی سے روکا ہے۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ عید کے دن میرے پاس دو لڑکیاں یوم بعاث کے موقعہ پہ انصار کے کہے ہوئے اشعار پڑھ رہی تھیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت کپڑا ڈھانکے ہوئے تھے، حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور آپ نے ان لڑکیوں کو ڈانٹا یہ سن کر آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک سے کپڑا ہٹایا اور فرمانے لگے ابوبکرؓ! ہر قوم کی عید ہوتی ہے اور یہ ہماری عید ہے اس لئے انھیں یہ پڑھنے دیجئے۔ (مشکوٰۃ)

(۹) عید کے موقعہ پر جنگی مشقوں کی اجازت فرمائی گئی۔ مسجد کے صحن میں مشقیں کچھ وقت تک کی گئیں اور عورتوں کو بھی یہ منظر دیکھنے کی اجازت دی۔ (مشکوٰۃ)

بہر حال اسلام نے عید کا ایک ارفع واعلیٰ اور مسرت وشادمانی سے لبریز تصور پیش فرمایا۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کو اغیار کی نقالیوں سے ہٹا کر ان کے دلوں میں اپنے اکابر کے مآثر ومقامات سے شغف پیدا کر کے ان کے عظیم اور نمایاں کارناموں کو زندہ وجاوید کر دیا۔

بقیہ: دوامِ حدیث

مقابلہ اور ان پہ حملہ کیا جاتا ہے۔ ہمارے زمانہ میں ٹینک ٹرک، گاڑی، ہوائی جہاز ایسی چیزیں ایجاد ہو گئی ہیں کہ گھوڑوں کے قائم مقام ہیں۔ بس اس صورت میں اگر گھوڑوں کا حکم وقتی مانا جائے تو کوئی حرج نہیں، آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانے کے مطابق قوت کی تفسیر اسی تیراندازی سے کی ہے۔ مگر اس زمانہ میں بم، توپ، بندوق مراد لے سکتے ہیں جیسے ایک منصوص چیز گھوڑوں کا سرحد میں باندھنا وقتی چیز بن سکتی ہے اسی طرح ایک مستنبط چیز بھی دائمی ہو سکتی ہے، کیونکہ دائمی اور وقتی ہونے کا مدار وہ علت ہے جس کی بناء پہ وہ مشروع ہے اگر دائمی ہے تو حکم دائمی ہے ورنہ حکم وقتی ہوگا۔